کوفی لا یوفی

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

www.FaizAhmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﷺ

کوفی لا یوفی

المعروف

کوفیوں میں وفا نہیں

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِه الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِه وَاَصۡحَابِه اَجۡمَعِیۡنَ۔

امّـابـعـد! بچپن میں سنا تھا ''کوفی لا یوفی''۔ یہ جملہ دراصل وہابی اور شیعہ برادری نے پھیلایا ہوا ہے۔ اس سے صرف مقصد یہ ہے کہ سُنّیوں کے امامِ فقہ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدنام ہوں۔ گویا اس جملے سے متاثر ہو کر سُنّی امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدظن ہو جائینگے۔ لیکن جب فقیر علومِ اسلامیہ سے شرفیاب ہوا تو معاملہ برعکس پایا۔ وہ یہ کہ کوفی ہی تو تھے جنہوں نے اِمام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے یہاں بلوایا اور پھر وہ یزید کے لشکر میں مل کر خود ہی قاتلینِ حسین بنے۔ فقیر نے اس مخفی راز کو آزبر کرنے کے بعد اس رسالہ کا نام بھی یہی تجویز کیا ''کوفی لا یوفی''۔

وَمَاتَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بَاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیۡبِهِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

الفقیر القادری ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

یکم صفر ۱۴۰۹ھ، ۱۳ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز منگل

☆......☆......☆

☆......☆

☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِه الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

لوگوں بالخصوص وہابی اور شیعوں کی غلطی ہے کہ 'کوفہ' کے لوگ بے وفا (غدّار) ہوتے ہیں۔اس اِزالہ سے پہلے ضروری ہے کہ 'کوفہ' کا تعارف عرض کردوں۔

کوفہ: تواریخ میں ہے کہ شہرِ کوفہ کو حضرت عُمر اِبن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ میں بسایا۔اوّل یہ چھاؤنی تھا۔(تاریخ الخلفاء)

مُحلِّ وُقوع: کوفہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر اور ایران وعرب اور شام کی سرحد پر واقع ہے۔اُس زمانہ میں کوفہ اور بصرہ کوس کے نام سے جانا جاتا تھا اور کربلائے معلّٰی اور نجف اشرف وہ بستیاں ہیں جو بعد میں آباد ہوئیں۔جہاں آج کل زیادہ آبادی شیعوں کی ہے۔کوفہ کے سب سے پہلے گورنر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔اسی لئے ان کا تعارف ضروری ہے۔

تعارف سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے پہلے عامل (ملٹری گورنر) تھے۔اُنہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرّر کیا تھا۔جو عراق میں جنگِ قادسیہ سے ابھی ابھی فارغ ہوئے تھے۔یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب،حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔آپ بہت بڑے فضائل وکمالات کے حامل تھے۔

تعارف: اسمِ گرامی ''سعد'' اور کُنیت ''ابواسحاق'' تھی۔والد کا نام ''مالک'' اور کُنیت ''ابووقاص'' تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان ''قریش'' تھا۔وہ قریش کی معزّز شاخ ''بنوزہرہ'' سے تعلق رکھتے تھے۔صحیحین میں ان کا سلسلۂ نسب اِس طرح منقول ہے''ابی اسحاق بن ابی وقاص مالک بن وہیب بن عبدِ مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القریشی الزّہری۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حمنہ بنتِ سفیان بن اُمیّہ بن عبدالشّمس تھا اور بنواُمیّہ سے تعلق رکھتی تھیں۔پانچویں پشت میں کلاب بن مرہ پر اِن کا سلسلۂ نسب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی قبیلۂ زُہرہ سے تھیں اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو وقاص مالک، رشتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوئے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماموں زاد بھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ازراہِ محبت وشفقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ماموں کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگوں کی نگاہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال پر سخت نکتہ چینی کی اور الزام لگائے کہ یہ نماز ٹھیک طرح سے نہیں پڑھاتے۔ اموالِ غنائم کو ٹھیک طرح سے نہیں بانٹتے اور جنگ میں تلوار نہیں سنبھالتے۔ (بخاری)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بحیثیتِ گورنر: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معزول ہونے کے بعد تھوڑے وقفہ کے لئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کا ملٹری گورنر مقرر کیا گیا۔ مگر حکمران کی مرضی سے جلد ہی گورنری واپس لے لی گئی۔ (کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

اس دوران حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایران فتح ہو گیا تھا اور پھر اِسی سال میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال تک گورنر رہے۔

(تاریخِ طبری جلد ٤، استیعاب وغیرھا)

حُلیۂ حضرت سعد رضی اللّٰہ عنہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد کہتر قامت (چھوٹے قد والے)، جسیم (بھرے ہوئے جسم والے) اور بڑے سر والے تھے، انگلیاں موٹی تھیں اور بال بہت تھے۔

قبولِ اسلام: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرتِ نبوی سے تقریباً تیس (۳۰) برس قبل مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عُنفُونِ شباب (جوانی کا آغاز) تھا۔ جونہی اِن تک دعوتِ توحید پہنچی، اُنہوں نے بلا تامل (غور کئے بغیر) اس پر لبیک کہا اور "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" (اور سب سے اگلے پہلے) کی مقدّس جماعت میں شامل ہو گئے۔ 'اسد الغابۃ' میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ (٦) آدمیوں کے بعد اسلام لائے اور بعض کے نزدیک چار (٤) آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ 'مَیں نماز فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہوا تھا'۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن لوگوں میں سے ہیں جن کے جنّتی ہونے کی گواہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

قبولِ اسلام پر ایذأ وابتلاء: قبولِ اسلام کے بعد کوئی ایسی سختی اور مصیبت نہ تھی، جو انہوں نے مشرکین کے ہاتھوں نہ جھیلی ہوں۔ کفار سے گالیاں کھائیں، طعنے سہے اور جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ لیکن کیا مجال کہ ان کے پائے استقلال میں ذرّہ برابر لغزش آئی ہو۔

دعوتِ حق کے آغاز میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کفار کی شر انگیزیوں سے بچنے کے لئے مکّہ کے قریب پہاڑوں کی سنسان گھاٹیوں میں چھپ کر خدائے واحد عزوجل کی عبادت کیا کرتے۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی نفوسِ قدسیہ میں شامل تھے۔ایک دن وہ دوسرے چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ایک ویران گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند مشرکین ادھر آ نکلے۔اُنہوں نے اِن پر حملہ کر دیا۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُٹھتی جوانی تھی۔اُنہیں جوش آ گیا پاس ہی اُونٹ کی ایک ہڈی پڑی تھی اسے اُٹھا کر مشرکین پر ٹوٹ پڑے۔ایک مشرک کا سر پھٹ گیا اور اُس میں سے خون بہنے لگا۔اب دشمنانِ اسلام نے وہاں سے بھاگنے ہی میں اپنی خیریت سمجھی۔

ابنِ اَثیر کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حق کی راہ میں خونریزی کی۔

ہجرت سے قبل وہ تین سال (۷ن تا ۱۰ن) تک حضور صلَّی اللہُ علیہ وسلَّم کے ساتھ 'شعبِ ابی طالب' میں محصور رہے۔شعبِ ابی طالب کی محصوری اگرچہ بنی ہاشم اور بنو مطلب سے مخصوص تھی لیکن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاشمی اور مُطّلبی نہ ہونے کے باوجود بھی محض اللہ عزوجل اور اللہ عزوجل کے حبیب صلَّی اللہُ علیہ وسلَّم کی خاطر بنو ہاشم اور بنو مطلب کا ساتھ دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رات کو اُنہیں سوکھے ہوئے چمڑے کا ایک ٹکڑا کہیں سے مل گیا انہوں نے اسے پانی سے دھویا پھر آگ پر بُھونا، کُوٹ کر پانی میں گھولا اور ستّو کی طرح پی کر پیٹ کی آگ بجھائی۔

ہجرتِ مدینہ: حضور صلَّی اللہُ علیہ وسلَّم نے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مدینہ پاک کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ صحیح بخاری میں حضرت براء انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،" أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ، وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ ، فَقَدِمَ بِلاَلٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ"

(صحيح البخاری، كتاب المناقب الانصار،الباب مقدم النبی و اصحابه المدينة ، الجزء ١٣، الصفحة ٢٦٥،الحديث ٣٩٢٥)

یعنی ہمارے پاس (یعنی مدینہ میں) سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابنِ اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ یہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے ان کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔

یثرب (مدینہ منورہ) پہنچ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی عتبہ کے مکان میں رہائش (مقیم) ہوئے۔ عتبہ نے بعثت سے قبل مکہ میں ایک شخص کو قتل کیا تھا اور قصاص کے خوف سے بھاگ کر یثرب (مدینہ منورہ) میں پناہ لی تھی۔ عتبہ اگرچہ مشرک تھا لیکن اس نے نہایت اخلاق سے اپنے دونوں بھائیوں کو اپنے پاس ٹھہرایا لیکن اس کی اسلام دشمنی نے چھوٹے بھائیوں کو متاثر نہیں کیا اور شروع سے لیکر آخر تک اسلام سے ان کی شیفتگی (محبت) برقرار رہی۔

مدینہ پاک کی طرف ہجرت کے بعد کا زمانہ بڑا خطرناک زمانہ تھا دشمنانِ اسلام مدینہ پاک پر حملے کے لئے پر تول رہے تھے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ شروع شروع میں مدینہ تشریف لائے تو ایک رات حضور ﷺ کے آرامِ مبارک میں خلل واقع ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کاش کوئی (مردِ صالح) آج پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ فرمایا کس لئے آئے ہو؟ عرض کی میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی نسبت خوف پیدا ہوا، اس لئے پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور سو گئے۔

ہجرت کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً ہر غزوہ میں شریک ہوئے۔ رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے میدان میں کفر و حق کا معرکہ اوّل پیش آیا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والہانہ جوش و خروش سے حصہ لیا۔ اثنائے جنگ میں اُن کا مقابلہ قریش کے مشہور بہادر سعید بن عاص سے ہوگیا۔ اُنہوں نے فوراً سعید کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ غزوۂ بدر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوعمر بھائی حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے۔

غزوۂ اُحد میں جب سوئے اتفاق سے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو شروع سے آخر تک سرورِ عالم ﷺ کی ڈھال بنے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوائے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کے لئے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی اے سعد تیر اندازی کرو، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ

تعالیٰ عنہ نے تین چار (۴،۳) سفارتیں روانہ کیں لیکن صلح کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ رستم نے جاہ وجلال کے ساتھ میدان میں آ کر اسلامی لشکر اور مسلمانوں کے سامنے صف آرائی کی۔ اس وقت دولاکھ (۲،۰۰،۰۰۰) جنگجو اُس کے جھنڈے تلے جمع تھے دوسری طرف اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) کے لگ بھگ تھی۔ ایرانیوں نے سب سے پہلے جنگی ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف دھکیلا۔ بنی تمیم نے تکبیر کا نعرہ لگا کر اس جوش سے حملہ کیا کہ ہاتھیوں کے منہ پھیر دیئے اور اُن کے سواروں کو اپنے نیزوں اور تلواروں سے نیچے گرا دیا۔ اب دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی قادسیہ کی جنگ کا پہلا دن تھا اس دن پانچ چھ سو (۶۰۰،۵۰۰) کے قریب مسلمان شہید ہوئے اور ہزاروں ایرانی ہلاک ہوئے۔

دوسرے دن دونوں فوجیں پھر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوگئیں، ابھی جنگ شروع ہی ہوئی تھی کہ حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے ایک ہزار (۱۰۰۰) جانبازوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ اس امدادی (فوج) کے پہنچ جانے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ مقابلہ شروع ہوا تو پہلے دن کی طرح ہاتھیوں نے پھر مسلمانوں پر تباہی مچا دی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مصیبت سے بچنے کے لئے اونٹوں پر کالی جھولیں ڈال کر انہیں بھی ہاتھیوں کی طرح مہیب بنا دیا۔ ایرانیوں کے گھوڑے انہیں دیکھ کر بدکتے اور مسلمان ان کے سواروں کو اپنے نیزوں پر رکھ لیتے۔ عین اُس وقت حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عتبہ پانچ ہزار (۵،۰۰۰) جوانوں کی امدادی فوج کے ساتھ شام سے قادسیہ پہنچ گئے۔ اس امدادِ غیبی نے مسلمانوں کے حوصلے دوچند کر دیئے۔ قادسیہ کی جنگ کا دوسرا دن تھا۔ اس دن دس ہزار (۱۰،۰۰۰) ایرانی قتل ہوئے اور دو ہزار (۲،۰۰۰) مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

تیسرے دن دونوں فوجیں پھر ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پختہ ارادہ کیا کہ آج لڑائی کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔ پورا دن لڑائی ہوتی رہی اب شام ہو چکی تھی لیکن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑائی کا فیصلہ کر کے ہی چھوڑنا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے اپنی فوج کو از سرِ نو منظم کیا اور پھر ایرانیوں پر فیصلہ کن حملے کا حکم دیا۔ جوشِ شہادت سے سرشار مجاہدین نے ایرانیوں پر ایسا جان توڑ حملہ کیا کہ اُن کے قدم اُکھڑ گئے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن معدیکرب، حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مکشوح اور اُن کے جانباز ساتھی رُستم کے تخت تک پہنچ گئے۔ رُستم شدید زخمی ہو کر بھاگا

میں چھلا ی۔ حضرت ہلال بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد نے اُس کی گھسیٹ لیا اور اُس کا سر کاٹ لیا پھر رُستم کے تخت پر چڑھ گئے اور زور سے پکارا ''میں نے رُستم کو قتل اس آواز کے ہی انیوں کے ہوش وحواس اُڑ گئے اور وہ مولی کی طرح ذبح ہوگئے۔ جس رات یہ خونی معرکہ ہوا اسے کہتے ہیں۔ اس سے پہلا یعنی کا تین ن م سے مشہور ہے۔ اِس لڑائی میں تین ار (...) انی ہلاک ہوئے۔

سیہ کی الشان فتح کے بعد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیوں کا تعاقب کیا اور پاس کے سارے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ پھر مدائن کی طرف بڑھے اور اس کے مغربی حصے (بہرہ شیر) کا محاصرہ کرلیا۔ سار انی خاص مدائن میں (جلہ کے مشرقی کنارے پر تھا) سمٹ کر جمع ہو گئے۔ اُنہوں اس میں خوفناک طغیانی آئی ہوئی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کا نام لے کر اپنا گھوڑا میں ڈال دیا۔ وسرے مجاہدین نے بھی ان کی پیروی کی۔ انی یہ دیکھ کر ششدرہ گئے اور یواں آمدند یواں آمدند (یو آگئے یو آگئے) کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اپنا حرم اور خزانے کا حصہ پہلے ہی حلوان بھیج چکا تھا مدائن سے بھاگ نکلا۔

مدائن کی فتح کے بعد مسلمانوں نے آگے بڑھ کر جلولا، حلوان، تکریت، موصل، ہیت اور وغیرہ بھی فتح کرلئے اور عراق وعرب کی حد تک ان کا استیلا (غلبہ) ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھنے سے روک دیا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مفتوحہ علاقے کا والی بنا کر اس کے نظم ونسق کی طرف توجہ کرنے کا دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاق رنگا رنگ سے آراستہ تھا۔ سبقت فی الاسلام، رسول کی، غیرت، اتباعِ نبی، زہد وتقویٰ، شجاعت، تواضع وایثار، سخاوت، انکسار اور حق گوئی و کی ان کے مخصوص اوصاف ہیں۔ حضور نبی کریم سے والہانہ محبت کی۔ بارگاہ نبوی میں خصوصی قرب حاصل ہوگیا تھا مرتبہ حضور نے ان کے حق میں دعا کی کہ: ''اے اللہ عزوجل سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تجھ سے دعا کرے تو اس کو قبول فرما۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض لوگ شوقِ جہاد اور شجاعت کی بناپر فارس الاسلام (شہسوارِ اسلام) کہہ کر پکارتے ب سیر نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسرے اُوصاف ومحاسن کے علاوہ ان کے ذوقِ ت، خوف

اور علم و فضل کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا ہے۔ آپ پر الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ نہایت کثرت سے روزے رکھتے اور رات کا بیشتر حصہ یادِ الٰہی میں گزارتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول ﷺ، صبر و استقلال اور شجاعت جیسے اوصاف کے علاوہ تدبیر، انتظامِ سلطنت اور سیاست جیسی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور کیا تھا۔ اسلام کو جہاں اور جس طرح کی ضرورت ہوئی انہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کو فوراً پیش کیا۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیق میں انتقال ہوا وہ مدینہ شریف لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔ حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے نماز جنازہ پڑھائی ۵۵ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع میں مدفون ہوئے۔

شبلی نعمانی کے صفحہ نمبر ۳۸ پر لکھتا ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ کوفہ میں ہر مقام پر ایمان میں رہے زمانہ تھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کو کنز الایمان (ایمان کا خزانہ)، اور کہا کرتے تھے۔

۲۱ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکومت کوفہ سے معزول ہوئے۔ کیونکہ کوفہ کی تنقیدی (تنقیدی) باتوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معزول کیے گئے چونکہ تنقیدیں غلط تھیں اسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کوئی کمی نہ آئی لیکن غلط قدین کا انجام برا ہوا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے تیسرے روز ہی کو معزول کر کے پھر اپنے دُور کے رفیق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو کوفہ مقرر کیا لیکن اُنھیں جلد ہی معزول کر کے اپنے ماوری بھائی حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۲۵ھ میں حاکم کوفہ مقرر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شہر کو اسلامی دارالخلافہ بنایا یعنی مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے مستقل سکونت کوفہ میں رکھی۔ آج بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش گاہ جامع مسجد کوفہ کے شمالی جانب موجود ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے کنواں کی بھی فقیر نے مع رفقاء کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اِسی جامع مسجد میں

واضح رہے کہ شیعہ تو کبھی بھی حضرت وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اچھا نہیں جانتے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل لڑے۔ کوفی تو حضرت وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہواخواہ۔ بہرحال صحابہ کرام بالاتفاق فضیلت علی الخلافہ ہے۔

[illegible] روایت ہے کہ ابوحنیفہ کوفی کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ "وہ خلفاء راشدہ کو تو مانتے مگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے قائل؟

قاضی نوراللہ [illegible] ی نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیعہ لکھا ہے کیونکہ یہ پہلے سنی بھی اپنے آپ کو شیعہ ہی کہتے۔ اسی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سے ایسے تمام کوفی رافضی پکارے جاتے [illegible] ت اب واضح ہو چکی ہوا کہ شیعہ کا رافضی لقب بہت [illegible] ہے۔ واضح ہوا کہ ابوحنیفہ [illegible] شخص شیعہ علم اور صا[illegible] تصانیف [illegible] م سے [illegible] س (یکسا [illegible] کے [illegible]) جاتا ہے۔ اہلسنّت کو اس میں ہوشیاری ضروری ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سنبھالی تو [illegible] عرصہ کے بعد دارالخلافہ کوفہ کو منتخب کیا۔ اس سے واضح ہے کہ گذشتہ خلفاء سے ان کا کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ پیار ہی تھا ورنہ یہ سمجھ کر یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بنایا ہوا شہر ہے، اسے دارالخلافہ کیوں بنائیں۔ بہرحال [illegible] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو کوفہ چونکہ عراق کے ان [illegible] م کی سرحد پر واقع تھا، اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دارالخلافہ بنایا اور جمل (بصرہ و عراق) [illegible] م) اور نہروان کی جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں سے جاتے رہے۔ اسی زمانہ میں صاحبان بصیرت نے اور [illegible] پچانا اور پھر اس جما [illegible] کو تقویت ہوئی اور ان میں سے اکثر [illegible] میں شہید ہوئے اور اپنے [illegible] ساتھیوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہار افسوس کیا کرتے۔ چنانچہ [illegible] میں ہے کہ،

"ہمارے بھائی جن کا خون [illegible] میں بہایا گیا۔ کہاں ہیں وہ بھائی جو صراط مستقیم پر چلے اور حق پر جان دے گئے۔

[illegible]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں [illegible] وہ کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور کے خطبوں میں ان کی مذمت فرمائی۔

[illegible] صفحہ ۱۲۰ پر ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفیوں کی مذمت میں فرمایا کہ میں تمہارے ملک کو پسند کر کے یہاں نہیں آیا، صرف ضرورت کی [illegible] ہوں۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم کہتے ہو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھوٹ بولتا ہے۔

اسی [illegible] ہے کہ "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے کوفیوں سے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمہاری

اصلاح کس سے ہے لیکن میں تمہاری اصلاح نہیں کر سکتا۔

(قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی ''تم حق کو نہیں جانتے پہچانتے جیسے باطل کو پہچانتے ہو ورنہ باطل کو جھٹلاتے ہو جیسے حق کا ابطال (انکار) کرتے ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اکثر لوگ باطل پرست ہوگئے ہیں۔ اہل حق اور عارف کامل ہوگئے ہیں۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ زمانہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مسلمان دو گروہوں میں منقسم ہیں ایک وہ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو مانتا تھا دوسرا وہ جو نہیں مانتا تھا ان میں سے ایک گروہ خوارج نہرواں کے بھیس میں مقابل ہوا۔ الفاظ دیگر ایک گروہ موافق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرا گروہ خوارج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رعایا ہونے کے سبب شیعان علی کہلاتی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر رعایا جو ''شیعان علی'' کہلاتی ہے وہ مذہباً شیعہ نہ تھی بلکہ ایسی جماعت تھی جو جناب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل جانتی تھی۔ اسی لئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے میں لکھا ہے کہ:

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے شیعہ تو ہم ہی اہلسنّت ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماننے والے بہت تھے۔ اس لئے وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کی اور یہ حضور سرور عالم ﷺ کا معجزہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اس سے شیعہ صاحبان کو چاہیئے تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برأت (بیزاری) کا اظہار کریں یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت تسلیم کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو کوئی خاص گروہ پیدا نہیں ہوا۔ اسی دور میں کوفہ میں قائم ہوئی اسی دور میں سنہ ۶۱ھ کربلا پیش آیا۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

ئی۔ خیزران قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ (۷۰) سال عمر شریف ہوئی۔ فقیر رہا آپ کے مزار پر حاضر ہوا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ پایا جن میں سے چار (۴) صحابہ سے ملاقات کی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بصرہ میں، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کوفہ میں، حضرت سہیل ابن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مدینہ منورہ میں، حضرت ابو طفیل عامر ابن واصلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ معظمہ میں۔ اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔ مگر یہ قول رائج ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشید اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اور مخصوص صحبت یافتہ ہیں اور (۲) سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت (صحبت) نصیب ہوئی۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصور کوفہ سے بغداد لے گیا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کیا اور قید میں ہی یہ آفتابِ علم وعمل غروب ہو گیا۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ کوفہ کی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جاں نثاری و وفا شعاری کے بعد کا محاورہ گستاخی محسوس ہوتا ہے۔ بلکہ شیعہ لوگوں کو تو اس کے لئے ایسا خوشنما لقب تلاش کرنا تھا جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ثبوت ہوتا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سہی کے تحت) مدینہ طیبہ جیسے مقدس شہر کو چھوڑ کر کوفہ دار الخلافہ منتخب کیا بلکہ کوفہ کو مستقل قیام گاہ بنالیا جس میں نہ صرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلکہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا محبوب مسکن تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوٹھا اور کنواں اور کمرہ حال جامع مسجد کوفہ کے شمالی جانب موجود ہیں یہاں تک کہ جامع مسجد کوفہ میں آپ کی شہادت اسی سے کوفہ ویران ہوئی۔

مطالعہ کے لئے فقیر کی کتاب ... اور ... کا مطالعہ ...۔

☆......☆......☆